جمعیۃ علمائے ہند کے اندرونی اختلافات جن کی صدائے بازگشت ڈھائی تین برس سے سُنی جا رہی تھی۔ بھوپال کے حالیہ اجتماع نے ان کو مرتب اور مربوط کر کے ایک خاص شکل دے دی ہے، اس اجتماع میں جن حضرات نے شرکت کی یا جو کسی وجہ سے شریک تو نہیں ہو سکے لیکن انھوں نے خطوط یا بیانات کے ذریعہ اس اجتماع کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا اُن میں جمعیۃ علمائے ہند کے دیرینہ اور مخلص کارکنوں کے علاوہ ملک کی ایسی متعدد نامور شخصیتیں بھی شامل ہیں جن کی قومی اور ملّی خدمات روزِ روشن کی طرح واضح ہیں اور جن کا شمار مسلّم طریقہ پر جمعیۃ کے صفِ اوّل کے اکابر میں ہوتا رہا ہے، اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اختلافات کا اصل باعث مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کی صدارت کا مسئلہ ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ مفتی صاحب نہ اس کے کبھی خواہاں ہوئے اور نہ اب ہیں۔

ہمیں خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ مفتی صاحب کو اس ابتلاء میں گرفتار کرنے کی ذمہ داری اُس ذاتِ اقدس پر ہے جنھوں نے مفتی صاحب کو باصرار صدارت کے لئے اپنا نام واپس لینے سے منع کیا اور آخر جب وقت آیا تو دوسروں کی سازش کا شکار بن کر خود بے تعلق ہو الگ جا بیٹھے۔

بہرحال یہ واضح رہنا چاہئے کہ اب مفتی صاحب کی صدارت کا ہرگز کوئی سوال نہیں ہے، معاملہ جو کچھ ہے وہ صرف یہ ہے کہ متعدد صوبوں کو یہ شکایت ہے کہ مرکزی دفتر نے ناجائز دخل اندازی کر کے اُن کے ہاں غلط اور ناجائز انتخابات کرائے ہیں اور خود مرکز کا صدارتی انتخاب بھی قطعی طور پر غیر آئینی اور نادرست ہوا ہے، بہرحال یہ بہت بہتر ہوا کہ بعض حضرات کے سخت اصرار کے باوجود محض مفتی صاحب کی سخت مخالفت کے باعث بھوپال کے اجتماع نے مرکزی جمعیت سے قطع تعلق کر کے خود اپنی ایک متوازی جمعیت بنانے کا فیصلہ نہیں کیا۔ اور اس اجتماع کو صرف اپنی شکایات کے اظہار تک محدود رکھا۔ اِس بنا پر اب مرکزی جمعیۃ کے لئے موقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی اقدام کرے تاکہ اصلاحِ ذات البین کی صورت پیدا ہو، اس اقدام کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ دونوں فریق کی رضامندی سے ایک ٹربونل مقرر کیا جائے اور اُس کے فیصلہ کو حکم ناطق مانا جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ جن جن صوبوں میں دو دو جمعیتیں بن چکی ہیں وہاں اُن دونوں کو لین دین کے اصول پر ایک کرنے کی کوشش کی جائے اور مرکزی صدارت کے انتخاب کی بے ضابطگی کو تسلیم کیا جائے، بس صرف یہی دو صورتیں ہیں جن کے باعث جمعیۃ مزید افتراق و تشتت سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ورنہ اگر اس خلیج کو پُر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تو جمعیۃ کا دو حصّوں میں مستقل طور پر تقسیم ہو جانا یقینی ہے، اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو یہ مسلمانانِ ہند کا اتنا بڑا اور اس قدر شدید المیہ ہو گا کہ جمعیۃ کے مرحوم اکابر کی روحیں عالمِ بالا میں تڑپ اُٹھیں گی۔ اور ملّتِ اسلامیہ کبھی اس کو معاف نہیں کرے گی !!